OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:2, Issue: 2,July-Dec 2021
DOI:10.51665/al-duhaa.002.02.0110, PP: 181-192

احکام القرآن للجصاص میں قواعد فقہیہ اور قواعد اصولیہ کا تحقیقی مطالعہ

A Research Study of The Principles and Rulings Of Islamic Jurisprudence Used By Al-Jassas In "Ahkam Ul Quran"

Published: 03-12-2021
Accepted: 25-10-2021
Received: 25-09-2021

Dr.Hafiz Moazzum Shah
Lecturer Department of Sharia, Faculty of Arabic and Islamic Studies, AIOU,Islamabad.
Email: noazzum.shah@aiou.edu.pk

Dr Ghulam Hussain
Associate Professor PMAS Arid Agriculture University Rawalpindi
Email: ghbabar@yahoo.com

Dr.Hafiz Haris Saleem
Lecturer, Arabic Department, Faculty of Arabic and Islamic Studies, AIOU,Islamabad.
Email: drharissaleem@gmail.com

Abstract

Imam Abu Bakar AL Jassas Al Razi is one of the Prominent exegetes and legal theorists who occupy a distinguished place among Hanafi jurists. He was born in 305 AH and remained a famous Hanafi Legal expert in Baghdad. He wrote a commentary on the Qur'an entitled Ahkam al-Qur'an (The Legal Rulings of the Qur'an) with emphasis on the verses having legal importance. This commentary deals with the deduction of juristic injunctions and rulings from the noble Qur'an in a systematic and methodical way. This research is basically a discussion on AL-Jassas's methodology of deduction of rulings from the Holy Quran with special reference to the principles of Islamic Jurisprudence he used in his commentary on the Quran. The research is a focused study of some important Qawaed Usooliyyah he has applied during his discussion on the various rulings he derives from the Quranic Verses. This study proceeds with an introduction and short biography of Imam Abubakar Al-Jassas followed by an explanation of the general methodology he adopted in His Tafseer. The second part of the study focuses on some important Qawaed Usooliyyah applied and discussed by the AL-Jassas. The last part of this study consists of the

conclusion and findings of this article. The study found that Al-Jassas has discussed most of the Qawaed Usooliyyah either explicitly or explicitly and applied them in the process of deduction of rulings from the Holy Quran. He has also used some Qawaed Usooliyyah which he derives from the different verses of the Quran.

Keyword: *Ahkamul Quran, Aljassas, legal, Ruling, deduction*

مقدمہ

مفسرین کرام کے مختلف تفسیری مناہج ہیں۔ان مناہج میں سے ایک منہج یہ ہے کہ اس میں قرآن کریم میں وارد احکام سے متعلقہ آیات کریمات کی تفسیر کی جاتی ہے ۔ عہد صحابہ سے بہت سارے مجتہدین اور مفسرین نے اس انداز تفسیر کو اپنایا ہے۔ اس انداز کی تفسیر " تفسیر فقہی " کہلاتی ہے۔

ان مفسرین میں نمایاں نام امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ کا ہے جنہوں نے احکام القرآن کے نام سے تفسیر لکھی اور اس میں انہوں نے صرف ان آیات کی تفسیر کی ہے جن کا تعلق احکام سے ہے۔

امام ابوبکر الجصاص ؒ چوتھی صدی ہجری کے معروف حنفی فقہاء میں سے ہیں وہ 305ھ میں پیدا ہوئے اور ایک زمانے تک بغداد میں مسند تدریس پر فائز رہے۔[1]امام ابوبکر الجصاص رح کے علاوہ بھی ان سے پہلے اور ان کے بعد مختلف فقہاء اور مجتہدین نے اس میدان میں قلم اٹھایا ہے تاہم امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ کی وجہ شہرت ، ان کی استنباطی قوت اور غیر معمولی اجتہادی صلاحیت ہے جو ان کی تفسیر میں نمایاں نظر آتی ہے۔ اس مقالہ میں امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ کی تفسیر احکام القرآن میں ان کے استنباط کے منہج اور ان اصولی قواعد پر بحث کی جائے گی جن کو سامنے رکھ کر امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ نے آیات سے استنباط کیا ہے۔

یہ مقالہ تین حصوں پر مشتمل ہوگا۔ پہلے حصے میں امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ کا مختصر تعارف ہوگا دوسرے حصے میں احکام القرآن کا اختصارا تعارف پیش کیا جائے گا اور تیسرے حصے میں ان اصولی قواعد اور منہج استنباط پر بحث کی جائیگی جس کو امام صاحب نے اپنی تفسیر میں مد نظر رکھا ہے۔

امام جصاص کی تفسیر احکام القرآن فقہی تفسیر ہے جس میں آیات الاحکام کی تفسیر کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ بدیہی امر ہے کہ انہوں نے استنباط احکام میں اصولی قواعد سے استفادہ کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں اصول فقہ کے اہم قواعد کا استعمال اور اطلاق کیا ہے۔ان قواعد اصولیہ کے اطلاق میں کبھی وہ اختصار سے کام لیتے ہیں اور کسی قاعدہ اصولیہ کی طرف صرف اشارے پر اکتفا کرتے ہیں جبکہ بعض اوقات وہ کسی اصولی قاعدے پر اتنی تفصیلی گفتگو کرتے ہیں کہ اتنی تفصیل وہ عموما اپنی کتاب **"الفصول فی الاصول"** میں کرتے ہیں۔ انہوں نے جن قواعد اصولیہ اپنی تفسیر میں اطلاق کیا ہے ان میں خبر واحد، سے استدلال، اجتہاد، عام، خاص، مجمل، مبین، المطلق والمقید، الناسخ والمنسوخ وغیرہ شامل ہیں۔

امام ابوبکر الجصاص رحمہ اللہ کے حالات زندگی

نام و نسبت

امام صاحب کا نام احمد بن علی ہے کنیت ابوبکر اور لقب فخر الدین الرازی جہاں تک جصاص کی نسبت ہے تو بعض

مترجمین[2] نے لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے انہوں نے رزق کی تلاش میں چونا اور سفیدی کرنے کو بطور پیشہ اپنایا ہو کیونکہ جص چونا اور سفیدی کو کہتے ہیں۔

ان کی پیدائش 305ھ میں ہوئی۔ اور ان کو رازی اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی پیدائش ری نامی علاقے میں ہوئی۔[3]

ابتدائی زندگی:

ان کی ابتدائی زندگی کے حالات کی کوئی زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔ تاہم اتنا ضرور ملتا ہے کہ وہ 20 سال تک ری نامی علاقے میں رہے پھر 20 سال کی عمر میں بغداد شہر کی جانب سفر فرمایا۔

ان کی پیدائش کا مقام ری نامی علاقہ ہے۔ یہ علاقہ اس زمانے میں ایک علمی مرکز تھا۔ چنانچہ امام صاحب کو یہاں بڑے علماء و فقہاء کا شرف تلمذ حاصل رہا ہے۔ ان بڑے علماء میں نمایاں نام امام ابو الحسن الکرخی کا ہے جن سے امام صاحب نے اسی ری نامی علاقے میں علمی استفادہ کیا۔ پھر اس کے بعد بغداد کا سفر کیا جو اس زمانے میں علوم اسلامیہ کا بہت بڑا مرکز تصور کیا جاتا تھا۔ وہاں کچھ عرصہ قیام اور علمی استفادہ کے بعد آپ اھواز نامی علاقے میں تشریف لے گئے۔ مؤرخین اس سفر کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں بغداد میں قحط پڑ گیا تھا اور غیر معمولی مہنگائی ہو گئی تھی۔ نان شبینہ کا حصول تقریباً ناممکن ہو گیا۔ لہذا آپ نے اس علاقے کو چھوڑا اور کچھ عرصے بعد جب حالات نارمل ہو گئے تو آپ بغداد واپس تشریف لے آئے[4]۔ ان کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ان کے اوپر امام ابو الحسن الکرخی رحمتہ اللہ کے علم کی گہری چھاپ تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امام صاحب ان کی خدمت میں کافی عرصہ رہے اور ان سے استفادہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تالیفات میں امام ابو الحسن الکرخیؒ کا ذکر بڑے ادب اور محبت سے کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد امام ابو الحسن الکرخیؒ کے حکم پر آپ بغداد سے نیسابور چلے گئے۔ نیسابور میں آپ ابو سہل الزماجیؒ ابو علی الحسین بن علی النیسابوریؒ وغیرہ خدمت میں رہے۔[5] امام صاحب اپنی ذاتی زندگی میں بہت نیک اور متقی تھے اور اپنے زمانے میں فقہائے احناف کا مرجع اور سردار تصور کیے جاتے تھے۔ اپنے استاتذہ اور شاگردوں کے ساتھ انتہائی ادب سے پیش آتے تھے۔[6]

وفات

امام صاحب کی وفات ہفتہ کے دن 7 ذی الحجہ کو 370ھ میں بغداد میں ہوئی۔ اور ان کا جنازہ ان کے شاگرد محمد بن موسیٰ الخوارمی نے پڑھایا اور انہوں نے امام صاحب کو قبر میں اتارا۔[7]

احناف کے ہاں امام جصاص کا مقام

احناف کے ہاں فقہاء و مجتہدین کی ایک تقسیم سلف، خلف اور متاخرین کی ہے۔ اس اعتبار سے امام جصاص خلف میں آتے ہیں۔ کیونکہ امام محمد بن الحسن الشیبانی کے بعد کے فقہاء خلف میں آتے ہیں۔ جو متاخرین احناف ہیں وہ شمس الآئمہ الحلوانیؒ سے حافظ الدین البخاریؒ تک ہیں۔[8]

طبقات مجتہدین میں امام جصاص کا مقام:

ابن کمال باشا کے رسالہ "طبقات المجتہدین" میں ان کو طبقہ رابعہ یعنی اصحاب التخریج میں شمار کیا ہے۔ اصحاب التخریج سے مراد فقہا کا وہ طبقہ ہے جو کسی مجمل قول کی تفسیر یا کسی محتمل قول کی وضاحت کرتا ہے اور یہ وہ طبقہ ہے جو اجتہاد کے درجے

کو نہ پہنچا ہو۔ لیکن بعض دوسرے حضرات نے اس کو سختی سے رد کیا ہے اور کہا ہے کہ امام جصاص رحمتہ اللہ علیہ کو طبقہ رابعہ یعنی اصحاب التخریج میں رکھنا ان کے ساتھ انصاف نہیں ہے۔غلام عبدالحی لکنوی نے کہا ہے کہ اصل یہ ہے کہ امام جصاص کو طبقہ ثالثہ یعنی مجتہدین فی المذہب میں شمار کیا جائے اسی طرح امام ابوزہرہ کے مطابق امام جصاصؒ طبقہ ثالثہ میں ہیں۔[9]

احکام القرآن کا عمومی منہج

آیات الاحکام کی تفسیر میں امام جصاصؒ کا منہج بڑا مرتب علمی اور عقلی ہے۔

چنانچہ آیت میں وارد مسئلہ سے متعلق تمام فقہی آراء کا ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں اور ہر دلیل کی صحت اور ضعف پر تبصرہ کرتے ہیں اور اس کے بعد رائج مذہب کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے منہج کو ذیل کے مراحل میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

- آیت کی تفسیر میں صحابہ و تابعین کے اقوال کا ذکر کرتے ہیں اور ان اقوال کی صحت پر تبصرہ بھی کرتے ہیں۔
- اس کے بعد امام صاحب کے بعد کے فقہاء مثلاً امام ابو حنیفہ ، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ وغیرہ کی آراء ذکر کرتے ہیں۔
- اس کے بعد وہ اپنی رائے کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے دلائل بھی ذکر کرتے ہیں۔
- اپنی رائے ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے کی تائید میں سنت نبویؐ سے بھی استدلال کرتے ہیں۔
- اور اس کے بعد اپنی رائے کی تائید میں منطقی اور عقلی دلائل کا بھی ذکر کرتے ہیں۔
- آخر میں اپنی رائے پر ممکنہ اعتراضات کا جواب ذکر کرتے ہیں اور فان قیل۔۔۔۔اور قیل لہ کی بحث کرتے ہیں۔

قواعد فقہیہ کا استعمال

امام جصاصؒ نے اپنی کتاب میں قواعد اصولیہ اور قواعد فقہیہ کا استعمال کثرت سے کیا ہے۔

قواعد فقہیہ اور قواعد اصولیہ میں فرق یہ ہے کہ قاعدہ اصولیہ ایک ضابطہ اور میزان ہوتا ہے، اس سے بطور دلیل کے شرعی مسائل میں استنباط کیا جاتا ہے نیز یہ اس کے تحت آنے والے تمام جزئیات کو شامل ہوتا ہے۔اور یہ محدود قواعد ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں قاعدہ فقہیہ فقہی مسائل اور فروع فقہیہ کی روشنی میں مرتب ہوتا ہے۔اور اس کے ذریعے مسائل کا استنباط اور مسئلے کا حکم معلوم کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ نیز یہ عموماً اکثری ہوتا ہے، ضروری نہیں کہ یہ اس کے تحت آنے والے تمام اجزا کو شامل ہو۔اس کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔

قواعد فقہیہ کے سلسلے میں فقہاء عموماً اس قاعدے سے بحث نہیں کرتے بلکہ اس کا اختصار سے ذکر کرنے کے بعد متعلقہ فقہی فروعات کا ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر آیت يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ[10] کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

وَهَذِهِ الْآيَةُ أَصْلٌ فِي أَنَّ كُلَّ مَا يَضُرُّ بِالْإِنْسَانِ وَيُجْهِدُهُ وَيَجْلِبُ لَهُ مَرَضًا أَوْ يَزِيدُ فِي مَرَضِهِ، أَنَّهُ غَيْرُ مُكَلَّفٍ بِهِ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ خِلَافُ الْيُسْرِ[11]

اس آیت کی حیثیت ہر اس کام میں اصول کی ہے جو کام انسان کے لیے تکلیف کا باعث ہو، اس کو مشقت میں ڈال

دے، اس کو مرض میں مبتلا کردے یا اس کے مرض میں اضافہ کردے۔ اس طرح کے کام کا انسان مکلّف نہیں ہے اس لیے کہ (یہ آیت میں مقرر کردہ اصول) یسر کے خلاف ہے۔

اسی طرح ایک اور قاعدہ فقہیہ کا ذکر کرتے ہیں کہ اگر کسی مسئلے میں حلت اور حرمت دونوں کے اسباب موجود ہوں تو حرمت کے اسباب کو ترجیح دی جائیگی چنانچہ وہ اس قاعدہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔

وَمَتَى وَرَدَ الْخَبَرَانِ فِي شَيْءٍ وَأَحَدُهُمَا مُبِيحٌ وَالْآخَرُ حَاظِرٌ فَخَبَرُ الْحَظْرِ أَوْلَى[12]

اور جب کسی ایک چیز کے بارے دو روایات منقول ہوں، اور دونوں میں سے ایک اباحت کو اور دوسری حرمت کو ثابت کرتی ہو تو حرمت والی روایت کو ترجیح حاصل ہو گی۔

امام جصاصؒ اس کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں کہ اس طرح کی روایات میں یہ بات متعین ہے کہ حرمت والی روایت اباحت والی روایت کے بعد آئی ہے۔ کیوں کہ اشیا میں اصل اباحت ہے اور حرمت بعد میں آتی ہے۔ مزید براں یہ کہ کوئی ایسی دلیل بھی موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ حرمت کے بعد اباحت کا حکم آیا ہو، نتیجتاً حرمت کا حکم ہی بہر صورت ثابت مانا جائے گا۔

اب ذیل میں ہم ان قواعد اصولیہ کا جائزہ لیتے ہیں جو امام جصاص نے اپنی تفسیر آیات الاحکام کی تفسیر میں ذکر کیے ہیں۔

خبر واحد

خبر واحد کے بارے میں امام جصاصؒ کا نظریہ یہ ہے کہ فقہی احکام میں خبر واحد سے وجوب اور لزوم ثابت ہوتا ہے جبکہ عقیدے میں خبر واحد کسی عقیدے کے اثبات کے لئے کافی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خبر واحد علم یقینی کا فائدہ نہیں دیتی۔ خبر واحد سے استدلال کے ضمن میں مختلف اصول سامنے آتے ہیں مثلاً یہ کہ کیا خبر واحد کے ذریعے قرآن میں نسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟ اسی طرح کیا خبر واحد خبر متواتر کے معارض ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور کیا خبر واحد کے ذریعے آیات قرآنی میں تخصیص کی جا سکتی یا نہیں؟ خبر واحد کے بارے مندرجہ بالا سوالات اور ذیلی قواعد کے بارے میں امام جصاص کی رائے درج ذیل ہے:

ا. قرآن کی نص سے ثابت شدہ حکم کو خبر واحد کے ذریعے منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں امام جصاص فرماتے ہیں۔

وَأَيْضًا غَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يُزَادَ فِي حُكْمِ الْقُرْآنِ بِخَبَرِ الْآحَادِ عَلَى مَا بَيَّنَّا[13]

اور اسی طرح جیسے ہم بیان کر چکے ہیں قرآن کے حکم میں خبر واحد کے ذریعے زیادتی جائز نہیں ہے۔ جیسے کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

قرآن سے ثابت شدہ حکم میں خبر واحد کے ذریعے زیادتی و اضافہ جائز نہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام جصاص خبر واحد کے ذریعے کتاب اللہ پر زیادتی کو نسخ حکم القرآن سمجھتے ہیں۔ اس وجہ سے کتاب اللہ کے کسی بھی حکم میں خبر واحد کے ذریعے اضافے و تبدیلی کے قائل نہیں۔

ب. امام جصاص رحمہ اللہ کا خبر واحد کے بارے میں ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں خبر واحد موجود ہو جس سے ایک حکم ثابت ہوتا ہو اور اس کے مقابلے میں خبر متواتر یا خبر مشہور سے اس کے معارض کوئی الگ حکم ثابت ہو رہا ہو تو خبر مشہور اور خبر متواتر کو خبر واحد پر ترجیح دی جائیگی چنانچہ فرماتے ہیں۔

لَا تَجُوزُ مُعَارَضَتُهُ بِأَخْبَارِ الْآحَادِ[14]

خبر واحد خبر متواتر کا معارض نہیں بن سکتی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ خبر واحد علم یقینی کا فائدہ نہیں دیتی اور خبر متواتر علم یقینی کا فائدہ دیتا ہے۔

ت. خبر واحد سے متعلق ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ آیا خبر واحد کے ذریعے کتاب اللہ سے ثابت شدہ حکم میں تخصیص کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ دراصل یہاں دو الگ باتیں ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اگر آیت ایسی ہو جس کا معنی ظاہر ہو اور مراد متعین ہو تو اس آیت کے عام حکم میں خبر واحد کے ذریعے تخصیص کی جاسکتی ہے یا نہیں۔اس سلسلے میں امام جصاص آیت رضاعت کے تحت فرماتے ہیں۔

وَلَا يَجُوزُ قَبُولُ أَخْبَارِ الْآحَادِ عِنْدَنَا فِي تَخْصِيصِ حُكْمِ الْآيَةِ الْمُوجِبَةِ لِلتَّحْرِيمِ بِقَلِيلِ الرَّضَاعِ؛ لِأَنَّهَا آيَةٌ مُحْكَمَةٌ ظَاهِرَةُ الْمَعْنَى بَيِّنَةُ الْمُرَادِ لَمْ يَثْبُتْ خُصُوصُهَا بِالِاتِّفَاقِ[15]

ہمارے نزدیک اخبار آحاد کو آیت کے حکم میں تخصیص کے لیے قبول کرنا جائز نہیں۔جو آیت رضاعت کی قلیل مقدار سے بھی حرمت کو ثابت کرتی ہو۔اس لیے کہ یہ آیت رضاعت محکم ہے، اس کا معنی ظاہر ہے اور مراد واضح ہے، اس آیت (کے عموم) میں تخصیص بالاتفاق ثابت نہیں۔

دراصل وہ رضاعت کے ذیل میں اس پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں ہمارے نزدیک مطلق رضاعت موجب حرمت ہے۔ اور اس سلسلے میں امام شافعیؒ کے استدلال کے رد میں فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ حرمت رضاعت کیلئے 5 بار رضاعت کے ثبوت کے بغیر حرمت رضاعت کے قائل نہیں۔ان کا استدلال وہ روایت ہے جو مسروق نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نقل کی ہے۔امام ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاں پر آیت کی مراد بالکل واضح ہو اور معنی اس کا بالکل ظاہر ہو تو اس صورت میں کتاب اللہ سے ثابت شدہ حکم کو خبر واحد کے ذریعے کسی ایک حالت پر محمول کرنا درست نہیں۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دو شرائط لگاتے ہیں۔ کہ ایک یہ کہ آیت کا معنی ظاہر ہو اور دوسرا یہ کہ وہ اپنے مراد کو واضح کر رہا ہو۔ اگر کہیں معنی میں خفا ہو یا مراد متعین نہ ہو تو پھر وضاحت کی غرض سے اور اجمال کی تفصیل کیلئے خبر واحد سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

ث. خبر واحد سے متعلق ایک مسئلہ یہ ہے کہ آیا خبر واحد ایسے امور میں قابل قبول ہو گی جو جمّ غفیر یعنی زیادہ لوگوں کے سامنے پیش آئے ہوں یا جس معاملے میں عموم بلوی ہو۔ عموم بلوی سے مراد یہ ہے کہ بہت سارے لوگوں کو اس صورت حال کا سامنا ہوا ہو۔

اس سلسلے میں امام ابو بکر الجصاصؒ فرماتے ہیں کہ خبر واحد ایسے امور میں قابل قبول نہیں جس میں عموم بلوی ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

أَنَّ أَخْبَارَ الْآحَادِ غَيْرُ مَقْبُولَةٍ فِيمَا عَمَّتْ الْبَلْوَى بِهِ [16]

اخبار آحاد عموم بلوی والے امور میں قابل قبول نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب معاملہ بہت سے لوگوں کو پیش آیا تو اب اس روایت میں مذکورہ معاملے کو نقل کرنے والے اور روایت کرنے والے زیادہ لوگ ہونے چاہئیں لیکن پھر بھی ایک آدھ بندے کا اس معاملے کو نقل کرنا اس روایت کو صحت کے

درجے میں درایتی اصول کی وجہ سے کم کر دیتا ہے۔

اجتہاد:

اجتہاد کے بارے میں امام جصاص رحمتہ اللہ علیہ کا نظریہ یہ ہے کہ قرآنی آیات سے احکام کا استنباط بہت ہی عظیم اور شرف والا کام ہے۔ اور ہر وہ شخص جس میں اجتہاد کی صلاحیت ہو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ شرعی احکام میں اس قول کو اختیار کرے جس تک وہ اپنے اجتہاد کے نتیجے میں پہنچا ہو۔ چنانچہ آیت وضو کے اختتام میں وہ استنباط کی اسی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

فَحَثَّ عَلَى التَّفَكُّرِ فِيهِ، وَحَرَّضَنَا عَلَى الِاسْتِنْبَاطِ وَالتَّدَبُّرِ... وَأَنَّ مُرَادَ اللَّهِ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ الْمُجْتَهِدِينَ اعْتِقَادُ مَا أَدَّاهُ إلَيْهِ نَظَرُهُ

پس یہاں اس مسئلے میں غور فکر پر ابھارا گیا ہے۔ اور ہمیں استنباط اور غور فکر کی دعوت دی گئی ہے۔۔۔ اور اللہ کے ہاں ہر مجتہد سے یہی مطلوب ہے کہ وہ اسی کا اعتقاد رکھے جس تک وہ اپنے غور و فکر کے نتیجے میں پہنچا ہو۔

امام جصاصؒ نے اپنی کتاب احکام القرآن میں جا بجا مختلف آیات سے استدلال کے ضمن میں یہ ذکر کیا ہے کہ شرعی احکام میں اجتہاد ایک لازمی امر ہے اور یہ کہ اللہ رب العزت جا بجا ہمیں اس کا حکم دیتے چنانچہ آیت

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ[17]

کے تحت لکھتے ہیں

وَفِي هَذِهِ الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلَى تَسْوِيغِ اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي أَحْكَامِ الْحَوَادِثِ; إذْ لَا تَوَصُّلَ إلَى تَقْدِيرِ النَّفَقَةِ بِالْمَعْرُوفِ إلَّا مِنْ جِهَةِ غَالِبِ الظَّنِّ وَأَكْثَرِ الرَّأْيِ [18]

اور اس آیت میں جدید مسائل میں اجتہاد کے عمل کے جواز کے لیے دلیل ہے۔ کیوں کہ عرف میں نفقہ کا اندازہ ظن غالب اور زیادہ تر رائے ہی کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔

اور یہی بات انہوں نے اپنی تفسیر میں ایک سے زائد بار متعدد مقامات پر ذکر کی ہے۔[19]

چنانچہ یہ آیت جدید مسائل کے احکام میں اجتہاد کے جواز کیلئے دلیل ہے اس لیے کہ اس میں ایک ایسا حکم لگایا گیا ہے جو ہمیں اپنی اجتہادی رائے کی جانب لے جاتا ہے۔

اسی طرح امام جصاصؒ ان لوگوں کو سختی سے رد کرتے ہیں جو لوگ اجتہاد اور قیاس کے منکر ہیں۔ چنانچہ آیت سورۃ البقرۃ آیت مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى کے تحت فرماتے ہیں:

کہ اس آیت میں گواہوں کے حالات کا اعتبار غلبہ ظن کی بنیاد پر ہے۔ یعنی کسی شخص کے بارے میں عادل و صالح ہونے کا حکم غلبہ ظن کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ یقین کی بنیاد پر۔ اور جب معاملہ غلبہ ظن کا ہے اور شریعت اسلامیہ نے غلبہ ظن کی بنیاد پر گواہوں کی حالت کا تعین کرنے کی اجازت دی ہے۔ تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ اجتہاد کی اجازت ہے۔ خصوصاً جبکہ گواہوں کے گواہ کے نتیجے میں لوگوں کی جان، مال کے بارے میں فیصلے کیے جاتے ہیں تو پھر معاملہ اور نازک اور احتیاط کا متقاضی ہوتا ہے۔[20]

عام اور خاص

اگرچہ عام و خاص کی بحث کو امام جصاصؒ نے تفصیلاً احکام القران میں ذکر نہیں کیا تاہم جو کچھ امام جصاص نے اپنی

کتاب ''الفصول فی الاصول''، میں عام و خاص کی بحث کی ہے اسکو یہاں تطبیقی انداز میں بیان کیا ہے۔

مثلاً آیت وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ[21] کے تحت لکھتے ہیں۔

وَقَدْ دَلَّتْ الْآيَةُ أَيْضًا عَلَى جَوَازِ إطْلَاقِ لَفْظِ الْعُمُومِ فِي مُسَمَّيَاتٍ ثُمَّ يُعْطَفُ عَلَيْهِ بِحُكْمٍ يَخْتَصُّ بِهِ بَعْضُ مَا انْتَظَمَهُ الْعُمُومُ،[22]

اور آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسمیات پر کسی عام لفظ کا اطلاق کیا جائے اور پھر اس پر کسی ایسے حکم کا عطف کیا جائے جس سے اس عموم میں سے کچھ افراد کی تخصیص ہو جائے تو یہ جائز ہے۔

یہاں پر آیت میں ، لفظ الْمُطَلَّقٰتُ عام ہے جو مطلقہ ثلاثہ اور ۳ سے کم طلاق والی عورت دونوں کو شامل ہے۔ پھر آگے، وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ سے اس الْمُطَلَّقٰتُ کے عام معنی میں تخصیص ہو گئی لہٰذا اب اس آیت میں الْمُطَلَّقٰتُ کا لفظ صرف اس عورت کو شامل ہے جس کو تین سے کم طلاق ہوئی ہو۔ کیوں کہ جس کو تین طلاق ہو جائیں اس کا شوہر اس سے رجوع کر کے اپنی بیوی نہیں بنا سکتا۔

لہٰذا یہاں پر امام جصاصؒ عام اور خاص کی بحث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

3. مجمل و مبین

امام جصاصؒ نے اپنی تفسیر میں مختلف آیات سے استنباط احکام میں مجمل اور مبین کا ذکر کیا ہے مجمل سے ان کی مراد ایک ایسا کلمہ و لفظ ہے جو اپنی مراد خود بتانے سے قاصر ہو اور اس کیلئے کسی توضیح و تشریح کی ضرورت ہو۔

اس سلسلے میں امام جصاص ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ اگر قرآن میں وارد کوئی آیت یا کلمہ مجمل ہو، وہ اپنے معنی کو واضح نہ کر رہا ہو اور پھر رسول اللہ ﷺ سے کوئی فعل ایسا منقول ہو جو آیت میں وارد اجمال کا بیان ہو تو رسول اللہ ﷺ کا یہ فعل وجوب کیلئے ہوگا۔

مثلاً آیات وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ[23]

اس آیت میں مختلف قراء تیں ہیں۔ ایک اَرْجُلِكُمْ لام کے کسرہ کے ساتھ اور ایک اَرْجُلَكُمْ لام کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ اگر الرأس پر عطف ہو تو اس پر مسح کیا جائیگا اور اگر ایدی پر عطف ہو تو پاوں کو دھونا لازم ہوگا۔

امام جصاص اس سلسلے میں تفصیلی دلائل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس میں اجمال آگیا کہ مراد کیا ہے لہٰذا اب رسول اللہ ﷺ کا فعل اس آیت کے مراد کو متعین کرے گا۔ چنانچہ وہ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

وَقَدْ وَرَدَ الْبَيَانُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغَسْلِ قَوْلًا وَفِعْلًا[24]

اور رسول اللہ ﷺ کے قول اور فعل سے اس (اجمال) کی وجاحت آگئی ہے۔ لہٰذا اب وضوء میں پاوں کا دھونا ضروری ہوگا۔

المطلق والمقید:

امام جصاصؒ اپنی تفسیر میں مطلق اور مقید کی اصولی بحث تو نہیں کرتے البتہ آیات سے استنباط احکام میں اس کی طرف

اشارہ کرتے ہیں باب تحریم الدم میں آیت

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ [25] کے تحت اشارہ فرماتے ہیں کہ اگر دوسری آیت

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ [26]

نازل نہ ہوتی تو پھر ہر قسم کا خون چاہے تھوڑی مقدار میں ہو زیادہ مقدار میں وہ حرام ہوتا تاہم دوسری آیت میں دم مسفوح کا ذکر آیا تو اس سے پتہ چلا کہ ہر قسم کا خون ناپاک اور حرام نہیں ہے۔ جبکہ ایک جگہ وہ صراحت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

لِأَنَّ الْمُطْلَقَ عَلَى إِطْلَاقِهِ كَمَا أَنَّ الْمُقَيَّدَ عَلَى تَقْيِيدِهِ[27]

اس لیے کہ مطلق اپنے اطلاق پر رہے گا اور مقید تقیید پر

پھر وہ آگے چل کر مزید ایک جگہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی دلیل موجود ہو جس کی بنا پر کسی ایک کو دوسرے پر محمول کیا جائے تو اس صورت میں ایک کو دوسرے پر محمول کیا جائے گا۔

یعنی امام جصاصؒ کے ہاں اصل اصول یہ ہے کہ مطلق مطلق رہے اور مقید رہے تاہم اگر کہیں ایسا قرینہ و دلیل آجائے کہ جو مطلق کو مقید پر محمول کرنے کا تقاضہ کرے تو اس صورت میں مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔

ناسخ منسوخ:

امام جصاصؒ نے احکام میں نسخ کا مسئلہ مختلف مقامات پر ذکر کیا ہے اور تفصیل کیلئے انہوں نے اپنی کتاب الفصول فی الاصول کا حوالہ دیا ہے کہ نسخ کی تفصیلی بحث کے لئے وہاں رجوع کریں۔ نسخ کے سلسلے میں جمہور فقہاء کی رائے کو لیتے ہو وہ نسخ کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک نسخ عقلاً و نقلاً نہ صرف یہ کہ ممکن ہے بلکہ ہوا بھی ہے۔

امام جصاص نے آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا [28]

کے تحت نسخ کے لغوی و اصطلاحی معنیٰ بیان کرتے ہوئے وضاحت کی ہے اور انہوں نے ان لوگوں کی رائے کو رد کیا ہے جو نسخ کے قائل نہیں ہیں۔[29] البتہ نسخ کے سلسلے میں انہوں نے جہاں دیگر قواعد کا ذکر کیا وہاں انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کسی آیت کے حکم میں نسخ کا حکم نہیں جاری کیا جائے گا۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

وَكَذَلِكَ حُكْمُ سَائِرِ الْآيَاتِ مَتَى أَمْكَنَ الْجَمْعُ بَيْنَ جَمِيعِهَا فِي أَحْكَامِهَا مِنْ غَيْرِ إِثْبَاتِ نَسْخٍ لَهَا لَمْ يَجُزْ لَنَا الْحُكْمُ بِنَسْخِ شَيْءٍ مِنْهَا

اور اسی طرح تمام آیات کا حکم ہے کہ جب تک تمام آیات کو (ان سے ثابت شدہ) حکم میں بغیر نسخ کے جمع کرنا ممکن ہو اس وقت تک کسی آیت پر نسخ کا حکم لگانا ہمارے لیے جائز نہیں۔

خلاصہ بحث

- امام ابو بکر الجصاص رحمہ اللہ چوتھی صدی ہجری کے معروف حنفی فقہاء میں سے ہیں وہ 305ھ میں پیدا ہوئے اور ایک زمانے تک بغداد میں مسند تدریس پر فائز رہے۔
- امام جصاص کی تفسیر احکام القرآن فقہی تفسیر ہے جس میں آیات الاحکام کی تفسیر کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ بدیہی امر ہے کہ انہوں نے استنباط احکام میں اصولی قواعد سے استفادہ کیا ہے۔

- اس اعتبار سے امام جصاص خلف میں آتے ہیں۔ کیونکہ امام محمد بن الحسن الشیبانی کے بعد کے فقہاء خلف میں آتے ہیں۔ جو متاخرین احناف ہیں۔ وہ شمس الآئمہ الحلوانی سے حافظ الدین البخاری تک ہیں۔
- ابن کمال باشا کے رسالہ "طبقات المجتہدین" میں ان کو طبقہ رابعہ یعنی اصحاب التخریج میں شمار کیا ہے۔
- بعض دوسرے حضرات نے اس کو سختی سے رد کیا ہے اور کہا ہے کہ امام جصاص رحمتہ اللہ علیہ کو طبقہ رابعہ یعنی اصحاب التخریج میں رکھنا ان کے ساتھ انصاف نہیں ہے۔
- امام جصاص کو طبقہ ثالثہ یعنی مجتہدین فی المذہب میں شمار کیا جائے اسی طرح امام ابوزھرہ کے مطابق امام جصاص کو طبقہ ثالثہ میں ہیں۔
- آیات الاحکام کی تفسیر میں امام جصاص کا منہج بڑا مرتب علمی اور عقلی ہے۔
- امام جصاص نے اپنی کتاب میں قواعد اصولیہ اور قواعد فقہیہ کا استعمال کثرت سے کیا ہے
- ان قواعد اصولیہ خبر واحد، اجتہاد، عام، خاص، مجمل و مبیّن، المطلق والمقید اور ناسخ منسوخ شامل ہیں۔

نتائج بحث

- امام جصاصؒ نے اپنی کتاب میں قواعد اصولیہ اور قواعد فقہیہ کا استعمال کثرت سے کیا ہے۔
- خبر واحد کے بارے میں امام جصاصؒ کا نظریہ یہ ہے کہ فقہی احکام میں خبر واحد سے وجوب اور لزوم ثابت ہوتا ہے جبکہ عقیدے میں خبر واحد کسی عقیدے کے اثبات کے لئے کافی نہیں۔
- اگر آیت ایسی ہو جس کا معنی ظاہر ہو اور مراد متعین ہو تو اما جصاصؒ کے ہاں اخبار آحاد کو آیت کے حکم میں تخصیص کے لیے قبول کرنا جائز نہیں۔
- امام جصاصؒ کے ہاں اخبار آحاد عموم بلوی والے امور میں قابل قبول نہیں۔
- امام صاحب کے ہاں ہر وہ شخص جس میں اجتہاد کی صلاحیت ہو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ شرعی احکام میں اس قول کو اختیار کرے جس تک وہ اپنے اجتہاد کے نتیجے میں پہنچا ہو۔
- مسمیات پر کسی عام لفظ کا اطلاق کیا جائے اور پھر اس پر کسی ایسے حکم کا عطف کیا جائے جس سے اس عموم میں سے کچھ افراد کی تخصیص ہو جائے تو یہ جائز ہے۔
- مجمل اور مبین کے سلسلے میں امام جصاصؒ ایک قاعدہ بیان کرتے ہیں کہ اگر قرآن میں وارد کوئی آیت یا کلمہ مجمل ہو، وہ اپنے معنی کو واضح نہ کر رہا ہو اور پھر رسول اللہ صلی علیہ والہ وسلم سے کوئی فعل ایسا منقول ہو جو آیت میں وارد اجمال کا بیان ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فعل وجوب کیلئے ہوگا۔
- امام جصاصؒ کے ہاں مطلق اپنے اطلاق پر رہے گا ور مقید تقیید پر البتہ اگر کوئی ایسی دلیل موجود ہو جس کی بنا پر کسی ایک کو دوسرے پر محمول کیا جائے تو اس صورت میں ایک کو دوسرے پر محمول کیا جائے گا۔

امام جصاصؒ نے احکام میں نسخ کا مسئلہ مختلف مقامات پر ذکر کیا ہے اور تفصیل کیلئے انہوں نے اپنی کتاب الفصول فی الاصول کا حوالہ دیا ہے۔ نسخ کے سلسلے میں جمہور فقہاء کی رائے کو لیتے ہو وہ نسخ کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک نسخ عقلاً و نقلاً نہ

صرف یہ کہ ممکن ہے بلکہ ہوا بھی ہے۔البتہ نسخ کے سلسلے میں انہوں نے جہاں دیگر قواعد کا ذکر کیا وہاں انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کسی آیت کے حکم میں نسخ کا حکم نہیں جاری کیا جائے گا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] محیی الدین , عبد القادر بن محمد بن نصر اللہ القرشی ,الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ, میر محمد کتب خانہ – کراتشی ,ج:۱ ،ص:۸۴
Muḥy al-Dīn, 'bd al-Qādir bin Muḥammad, Al-Jawāhir al-Muḍī,at fī Ṭabaqāt al-Ḥanafiyat, (Mīr Muḥammad Kutub Khānat, Karāchī), Vol:01,P:84

[2] محیی الدین, عبد القادر بن محمد بن نصر اللہ القرشی ,الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ, ج: ۱ ، ص: ۸۴
Muḥy al-Dīn, 'bd al-Qādir bin Muḥammad, Al-Jawāhir al-Muḍī,at fī Ṭabaqāt al-Ḥanafiyat,Vol:01,P:84

[3] ایضاً
Ibid

[4] قاسم بن قُطلُوبغاابو الفداء زین الدین (المتوفى: ۸۷۹ھ) , تاج التراجم , دار القلم –دمشق , الطبعۃ الأولى، ۱۴۱۳ھ - ۱۹۹۲م, ص: ۹۶
Qāsim bin Quṭlūbughā Abū al-Fidā,, Tāj al-Tarāji, (Dār al-Qalam, Damascus, 1st Edition, 1413ah), p:96

[5] تقی الدین بن عبد القادا لتمیمی الغزی، ۱۰۱۰(ھ) ، الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ, ص: ۱۲۲
Taqī al-Dīn bin 'bd al-Qādir, Al-Ṭabaqāt al-Sunniyat fī Trājim al-Ḥanfiyat, p:122

[6] اللکنوی, ابو الحسنات محمد عبد الحہ الہندی , الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ , طبع بمطبعۃ دار السعادۃ بجوار محافظۃ مصر –الطبعۃ, الأولى، ۱۳۲۴ھ- , ص: ۲۸
Lakhnawī, Abū al-Ḥasanāt Muḥammad 'bd al-Ḥay, Al-Fawā,ed al-Bahī,at fī Trājim al-Ḥanafiyat, (Dār al-S'ādat, Egypt, 1st Edition, 1324ah), p:28

[7] الزرکلی, خیر الدین بن محمود بن محمد بن علی بن فارس، الدمشقی (المتوفى: ۱۳۹۶ھ) , الأعلام, دار العلم للملايين, الطبعۃ: الخامسۃ عشر-ایار / مایو ۲۰۰۲م ,ج: ۱، ص: ۱۷۱
Zarklī, Khīr al-Dīn bin Maḥmūd, Al-A,'lām, (Dār al-'lm Le-al Malāyīn, 15th Edition, 2002ac), Vol:01,p:171

[8] اللکنوی, ابو الحسنات محمد عبد الحہ الہندی, الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ, ص: ۲۸
Lakhnawī, Abū al-Ḥasanāt Muḥammad 'bd al-Ḥay, Al-Fawā,ed al-Bahī,at fī Trājim al-Ḥanafiyat,p:28

[9] ابو زہرہ، اصول الفقہ، ص: ۳۷۱
Abū Zahrat, Uṣūl al-Fiqh, p:371

[10] البقرہ: ۱۸۵
Al-Baqarat, Verse:185

[11] الجصاص، احمد بن علی ابو بکر الرازی الحنفی (المتوفى: ۳۷۰ھ)،احکام القرآن، دار الکتب العلمیۃ بیروت ، الطبعۃ الأولى، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴،ج:۱، ص: ۲۷۰
Al-Jaṣāṣ, Aḥmad bin 'lī, Aḥkām al-Qurān, (Dār al-Kutab al-'lmiyyat, Beriūt, 1st Edition,1415ah), Vol:01,p:270

[12] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۳، ص: ۲۵
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:03, p:25

[13] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۲، ص: ۴۲۴
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:02, p:424

[14] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۲، ص: ۲۴۷
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:02, p:247

[15] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۲، ص: ۱۵۷
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:02, p:157

[16] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۲، ص: ۴۹۹
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:02, p:499

[17] البقرة: ۲۳۳
Al-Baqarat, Verse: 233

[18] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۲، ص: ۴۹۹
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:02, p:499

[19] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۱، ص: ۵۲۵
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:01, p:525

[20] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۱، ص: ۶۱۶
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:01, p:616

[21] البقرة: ۲۲۸
Al-Baqarat, Verse:228

[22] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۱، ص: ۴۵۲
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:01, p:452

[23] المائدة: ۶
Al-Mā,edat, Verse:6

[24] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۲، ص: ۴۳۴
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:02, p:434

[25] البقرة: ۱۷۳
Al-Baqarat, Verse:173

[26] الأنعام: ۱۴۵
Al-An'ām, Verse:145

[27] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۱، ص: ۳۴۲
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:01, p:342

[28] البقرة: ۱۰۶
Al-Baqarat, Verse:106

[29] الجصاص، إحکام القرآن، ج: ۱، ص: ۷۰
Al-Jaṣāṣ, Aḥkām al-Qurān, Vol:01, p:70